Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کے استعمال میں دیا کہ بادشاہ نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کبھی تلوار نکالی اور نہ کسی پر چڑھائی فرمائی حضرت مسیح نے پیلاطوس کو مخاطب ہو کر فرمادیا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہاں کی نہیں (یوحنا ۱۸-۳۶)۔ اب ہمکو یہہ دکھانا باقی رہا کہ مولف کے کلام میں اُن عبارات کی اس قسم کی تشریح و تفسیر کہاں پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہماری بیانات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجھیں اور انکو نکات بعد الوقوع قرار دیکر مطلب سعدی در گرست نہ کہہ سکیں لہذا ہم اس باقی کو ادا کرتے ہیں اور اپنے بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سے نکالدیتے ہیں

واضح ہو کہ مولف نے پیشین گوئی نمبر ۲ حصہ چہارم کتاب میں صفحہ ۴۹۰ نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قومی جماعت ہیں جو

تیری حشمت اور زرگواری ہرچہار کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور حلیمت اور عدالت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو ہیبتناک کام سکھلائیگا تیرے تیز تیر میں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں (زبور ۴۵-۳ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہائے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہیں اُسکے سامنے جھکینگے تر سیس اور جزیرہ کے سلاطین نذریں لاوینگے سبا اور سیبا کے بادشاہ گذرانیں گے ان سارے بادشاہ اسکے حضور سجدہ کرینگے (زبور ۷۲-۸ وغیرہ) تو میرے داہنے ہاتھ بیٹھ جبتک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پانوتلے کی چوکی بناؤں (زبور ۱۱۰-۱ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنوں کو اپنے پانوتلے نہ لاوے ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱-قر-۱۵-۲۵) دسی پر سی لڑائی کرینگے اور نہ پیشدستی ہوگی کہ وہ خداوند خدا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے (مکاشفات ۱۷-۱۴)۔ اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر سوتت کی سرحد دمیاں

جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ ساری جماعت بہاگ جائیگی اور پیٹھ پہیر لیگی اور پیشین گوئی نمبر ۴ کا ترجمہ بہی خود ہی ان الفاظ سی کیا ہے - خدا تعالے دلائل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہاری ساتہہ ہے -

یہہ الفاظ ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہین کہ فتح و ہزیمت سے مراد ان پیشگوئیون مین بحث و دلایل و جواب و سوال مین ہار جیت ہی نہ تلوار کی لڑائی مین -

اسی صفحہ مین آیتہ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کرکے حضرت مسیح سی اپنا مشابہہ ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سی بیان کیا ہی - یہہ ایت جسمانی اور سیاست ملکی کی طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہی وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سی ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو انکی ہاتہہ سی دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پہیلجائیگا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت و انکسار اور توکل اور ایثار اور ایات اور انوار کے رو سی مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہی اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہی گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پہل ہین اور بحدے اتحاد* ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادم دین تہا اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہی اور یہہ عاجز بہی اوس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سی کہ جو سید الرسل اور سب رسولون کا تاج ہی اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہین اور اگر وہ محمود ہین تو وہ محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

---

* کی نجاتی فوج ہی جسمین جرنیل کرنیل میجر کپتان سبہی عہدہ دار فوجی موجود ہین اور حقیقت مین فوجی کوئی نہین وہ سب اپنی روحانی مناصب کے مدعی ہین ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان نی برت لئی تو کیا گناہ کیا اور وہ ان الفاظ کی استعمال سی خیر خواہی سلطنت کی دم بہرتا ہوا کیونکر باغی ہوگیا -

* ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شیخ

مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بہی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔

یہہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصدق ہین کہ مولف کو مسیح موعود ہونے کا دعوی نہین بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا ادعا ہے سو بہی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف مین بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف مین اور غلبہ اسلام سے جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

م محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ مین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۲۳

غاية الوصلة ان يكون الشيء عين ما ظهر ولا يعرف. كما رأيت رسول الله صلعم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما في الآخر فلم نر الا واحداً وهو رسول الله صلعم فهذه غاية الوصلة وهو المعبر عنه بالاتحاد۔ (فتوحات مکیہ)

مین آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جائے جسمین وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مینے خواب مین آنحضرت کو دیکہا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے مین غایب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلعم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف النبلا مین اسکی تائید مین ایک عربی رباعی نقل کی ہے جسکا مطلب

توهم داشينا بليل مزاره
فهم ليسعى بيننا بالتباعد
فعانقته حتى اتحدنا تعانقاً
فلما اتانا ما رأى غير واحد

یہہ ہے کہ ہمارے بدگو رقیب نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم مین جدائی والے مین کوشش کرنے لگا۔ پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگا لیا۔ پہر وہ رقیب آیا تو اوسنے بجز مجہ ایک کے کسی کو نہ دیکہا۔ پہر یہہ شعر فارسی

دلایل و براہین کا غلبہ مراد ہے نہ سیاست ملکی مین غلبہ اور بصفحہ ۵۵ پیش گوئی نمبر (۵) جسمین مولف کو لفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاونگا اور تیرے تابعین کو تجھپر

یا عیسیٰ انی متوفیک۔ الخ

جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے رو سے دوسرے لوگون پر قیامت تک فایق رکھونگا پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہو اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت مین الفاظ حجت۔ برہان۔ برکات۔ ہماری بیان کے صاف موید ہین۔ اور بصفحہ ۴۹۲ اس کتاب کی ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین مین ایک خلیفہ

اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض۔

بنانے والے ہین نقل کرکے کہا ہے اسجگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہو کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہو اور نہ وہ بکر قریشی کی کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہو سکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہو مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہو کر روحانی پیدایش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہے اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی تھی جس مین

---

۲ نقل کیا ہو ۵ جزبہ شوق بحدیث بیان من وتو ۰ کہ نصیب آمد دشنامت نعمان من او

اسکے بعد یہہ جو دعا یہ لکھا ہے۔ مزقنا اللہ من ھذا الاعتقاد فی الدنیا والاخرۃ

یعنے خدا تعالیٰ ہمکو بھی ایسا ہی اعتقاد دنیا و آخرت مین نصیب کرے۔ اس اعتقاد پر بعض اسوقت کے لوگون نے کچھ اعتراض بھی کئے ہین جنکے ضمیمہ اخبار غیر مذہب مشتہر ۲۰ نمبر ۲۰ ۱۲ ۱۲ مین اونکو کافی جواب دئے ہین۔ ناظرین اون نمبرون کو دیکھین۔

روحانی سلسلہ کے قایم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ایسے وقت مین جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہین۔

اس **عبارت** نے تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کر دی اور مخالفین کی **تہمتون** کی **جڑہ کاٹ** ڈالی اسکے اس جملہ نے کہ اس منصب خلافت سے (جسکا اس پیشگوئی مین مولف کو وعدہ دیا گیا ہی) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہی مراد نہین اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہو سکتی ہی بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے" صاف تصریح کر دی ہی کہ مولف کو ظاہری حکمت و سلطنت اسلامی کا ہرگز دعوی نہین اور نہ وہ اس دعوی کو بحکم شریعت اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سے مخصوص ہی اور مولف قریشی نہین فارسی الاصل ہی (چنانچہ صفحہ ۲۴۴ وغیرہ کتاب اسپر شاہد ہی) لو بس جھگڑا ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ مولف کی نسبت جو دعوی پولٹیکل سرداری کا (اسلام مین خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سے خارج ہی نہ اُسنے یہہ دعوی کیا نہ آیندہ کر سکتا ہی نہ اوسکا مذہب اس دعوی کی اجازت دیتا ہی۔

بالآخر ہم اسقدر کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اگر یہہ معاملہ **گورنمنٹ** تک پہنچتا تو یقین تھا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدون کو (جنہون نے بحق ایسے شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیکنام و خیرخواہ سرکار کا بیٹا ہی اور خود بھی سرکار کا دلی خیرخواہ و شکرگذار و دعاگو ہے اور درویشی و غربت سے زندگی بسر کرتا ہی ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگون کے دلون کو آزار پہنچایا ہی) سخت سزا دیتی۔

اور ہم یہہ بھی امید رکھتے ہین کہ گورنمنٹ ایسے خیرخواہ و وفادار خاندان کو (جسکی جان نثاری اور وفاداری کا وہ نازک وقتون مین تجربہ کر چکی ہے) کبھی نہ بھولیگی اور یوماً فیوماً اوسکی قدر و منزلت کو بڑھائیگی ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

مذہبی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امرتسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تمہید

اس فریق کا انکار گو صورۃً انکار فریق دوم سے اخف ہی (کیونکہ فریق دوم کفر ہے یہہ مکفر نہین) مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہی۔ اسلئے کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہی مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف براہین احمدیہ کے متعلق ہی اونکے سوا اور الیاء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہین اور اونکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے انکار نہین۔ اور یہہ حضرات (فریق اول معتزلہ اور نیچریہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی (ہمرنگ وحی) سے انکاری ہین۔ اور مولف براہین کے سوا بہی کسی ولی (سری۔ سقطی۔ جنید بغدادی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہین مانتے۔ اسلئے انکا انکار بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے۔ اور اسکا جواب و تعاقب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و اقدم ہے اور اسمین نہ صرف مولف براہین احمدیہ یا اور الیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیا کی تائید بہی اسمین متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیا) ہمارا اصلی مقصد ہے۔ اسلئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اسکے طرف کے پہنچ لیجا سکتا ہی کیونکہ دونون الہامون کا حال و اصول ایک ہی بلکہ سچ پوچہو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہرین ہین لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہین۔ اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے سے انکار کا بہی خوف ہے۔ اسیوجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہی۔ جس کو اولیاء کی اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو۔ اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہی۔ شاید اسکے دل مین ایک نہ ایک دن انبیا کے علم لدنی و الہام غیبی سے انکار بہی جگہ پکڑلے۔ تمہید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم مین آتا ہی۔

الہام غیبی (ہمرنگ وحی) جس سے فریق اول کو انکار ہے وہ الہام ہے جس کی
چار صورتون کی تشریح براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۳۶ و ۲۴۷ و ۲۵۸
مین ہو چکی ہے اور اوسمین کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جسمین کلام و خطاب
ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ انکے خیال مین بجز نبی کسی کو نہین ہو سکتا
اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ پہر فریق اول نے اس دعوی کے مناقض یہہ بہی کہدیا ہے کہ جسکو
خدا کی طرف سے کلام و الفاظ سے خطاب ہو وہ اوسکو الہام کیون کہتا ہے وحی کیون نہین بولتا۔
اور اسکے ساتھ یہہ بھی کہدیا ہے کہ حضرت موسی کی مان کو انہین معنی کر وحی ہوئی تہی
اور وحی بمعنی اعلام بکلام و ارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہین۔ اس قول مین انہون نے
الہام بکلام (جسکو وہ وحی کہتے ہین اور خاصہ نبوت سمجہتے ہین) کو اورون کے لئے جایز کر دیا۔
(گو اسکا نام الہام نہین رکہا) اور جس امر سے وہ انکاری تہے اسکا انہون نے خود اقرار کر لیا۔
لہذا انکے اس خیال و مقال (گو وہ مجرد دعوی بلا دلیل ہے) کے جواب مین صرف اسقدر

---

* چنانچہ سرگروہ فریق اول کے رسالہ ابطال الہام مین ہے لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجہکو
یہہ آیتہ الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرنا کہ خدا نے مجہسے کلام کی اور اس
آیتہ کو مجہے فرمایا ان معنون سے جایز نہین۔

† چنانچہ اسی رسالہ مین ہے۔ اور اوحینا الی ام موسی مین مفسرین الہام کی معنی
کرتے ہین لیکن الہام کے معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام صرف القا ہی ہوتا ہے
وہان جواب نہین ہوتا۔ اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کئے جاوین تو
منع نہین۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیا ہے نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ کئی اشخاص
کے پاس فرشتہ آئے اور کلامین کین اور کئی نے آوازین سنین۔ پہر اسکی تمثیل مین چند وجہ
نقل کر کے کہا ہے جایز ہے موسی کی مان کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو۔ پہر
یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین اگر کوئی شخص دعوی کلام الہام کا کرے
تو ہم اوسکو صادق نہ جانین گے۔ پہر الہام بولنا اوسکا غلط ہے وحی کیون نہین بولتا وحی کے معنون مین

کہنا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعوی یہی تہا کہ مجھے خدا تعالی نے فلان فلان آیت یا فلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور مجھ سے خدا تعالی ہم کلام ہوا ہے جس کو فریق اول نے مان لیا۔ رہی اُسکی یہہ نزاع کہ وہ بشہادت لغت اُسکو الہام نہیں کہتا وحی نام رکہتا ہے۔ سو یہہ لفظی نزاع ہے (جسکی طرف محصلین و محققین کبھی رجوع نہیں کرتے) اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چہوڑ دینے اور بجاے الہام لفظ وحی استعمال کرنے سے باسانی ممکن ہے۔ وہ بجاے دعوی الہام کلام یہہ دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے مجھہ پر وحی بمعنے اعلام کلام سے (جو فریق اول کے نزدیک خاصہ نبوت نہیں ہے) شرف فرمایا ہے اور اسی وحی کے ذریعہ سے فلان آیت یا فلان کلام سے مخاطب کیا ہے۔ جسپر **فریق اوّل** کو (اگر وہ انصاف کرے) کسی وجہ سے مجال مقال نہیں ہے اور اگر وہ انصاف سے مناظرہ کی داب سے یکسو ہو کر اب اسپر یہہ بات نکالے کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کے لئے جایز رکہتے ہیں) کانون سے مسموع ہونا ضروری ہے اور مدعیان الہام کلام ملہم کے دلپر وارد ہونے کا دعوی کرتے ہیں (چنانچہ مولف براہین احمدیہ نے پہلی تین صورتوں الہام میں دلپر القا ہونیکا صریح دعوی کیا ہے۔ کانون سے ادراک سننے کو صرف پانچویں صورت سے مخصوص کیا ہے) اور القا و واردات قلبی کو عرفاً و لغۃً بہی کلام نہیں کہا جاتا پس ہمپر تسلیم الہام کلام کا الزام کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ تو اگرچہ اب اُنکی یہہ بات لایق سماعت و مستحق جواب نہیں کیونکہ مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔ **فریق اوّل** کے نزدیک وحی کلام و القائی قلب میں منافات تہی تو پہلے اوسنے اس امر کی کیوں نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جایز کیا تہا تو اُسمیں مسموع ہونے کلام کی کیوں قید نہ لگا دی۔ تاہم احقاق حق و اظہار صواب کے لئے اوسکی اس بات کا جواب یہہ دیا جاوے گا۔ کہ اگر کلام ملہم کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پر القا ہو۔ ظاہری کانون سے سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہیں تو وحی غیر متلو انبیاء جسکو فرشتہ نہ لاتا تہا صرف اوسکا القا انبیاء کے قلب پر ہوتا تہا وحی نہ کہلاوے اور نہ اُسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قایل نہیں۔ اور عرف بہی اس کے مخالف ہے۔ عرف عام اور عرف شرع میں بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام نفسی

اس کو لاسکے۔ وہ تکلم میں آسکتا ہے۔ اور کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے کلام بولا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی کلام و لفظ عام کے حقیقت لفظ میں جو کلمہ و کلام کا جز ہے لغتہ وعرفاً ماخوذ ہے۔ لہٰذا فریق اول کو ہرگز نہیں پہنچتا۔ کہ وہ کلام مہم کے (جسکا صرف القا ہوا ہو کانوں سے وہ سنا ہی نہ جاوے) ہونے سے انکار کرے اور اس الزام متناقض سے بچ سکے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس فریق (اول) نے نفی الہام اولیاء اللہ پر استدلال پیش کیا ہے اس سے اس الہام کا ثبوت نکلتا ہے نہ نفی اور اس استدلال کو پیش کرنے والے پر رجل قضی علی نفسہ کی مثل خوب صادق آتی ہے۔ یہ اس فریق کے سرگروہ کی استدلال کا حال ہے۔ اب اس فریق کے عوام مصداق وہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ہم الا یظنون کی استدلالات اور ان کے جوابات کو سننا چاہیے

بعض عوام فریق اول نفی الہام اولیاء اللہ پر یہ نقلی استدلال پیش کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وھی (یعنی اجل) غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اسکے آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ولی کو وہ اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔

(سورۃ الجن ۲۶)

* چنانچہ نحو کی پہلی کتاب پڑھنے والے لفظ کی تعریف میں لکھتے ہیں لفظ کو ایسا ہی وسیع کرتے اور یہ کہتے ہیں۔ اللفظ ما یتلفظ بہ الانسان حقیقۃ او حکما الخ

+ اور جو آپ کو خیر کی پہلی الہام آیات قرآن میں شبہ ہے اسکا جواب استدلال فریق ثانی کے ضمن میں عنقریب آتا ہے۔

† یہ استدلالات جس سرگروہ فریق اول کے افادات تعلیمات سے ہیں بورڈنگ کی درس قدیم میں

اور بعضی یہہ عقلی استدلال پیش کرتے ہین کہ غیر نبی کو ہرگز وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی وغیر نبی مین فرق نہین رہتا۔ اور نبی کی نبوت مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔

بعضی ان ہی استدلالات سے وسیع نتایج نکالتے ہین اور الہام غیبی اولیاء کے علاوہ انکے تمام خوارق و کرامات کا بطلان بھی ان دلایل سے استنباط کرتے ہین۔

یہہ مقالات و استدلالات پرانے معتزلہ کرامیہ وغیرہ کے ہین جو بواسطہ شیخ فرق اول اب اس گروہ کی عوام مین شایع ہوئی ہین اور انکے جوابات بھی پرانے علماء اہل سنت نے بسط و تفصیل کے ساتھ اپنی کتب عقاید و تفاسیر مین دیدئے ہین۔ لہذا اس مقام مین اُن ہی علماء کے جوابات کو حوالہ قلم کرنا کافی ہے۔ ناظرین اہل علم اِن پرانی مباحث و دلایل کی نقل و اعادہ کا اعتراض ہمپر نہ کرین۔ ان ہی حضرات (فرق اول) کو (جنھون نے اس پرانے سلسلہ کو اب نئے سرے بلایا اور اس زمانہ مین اعتزال کا جال پھیلایا اور اہل سنت خصوصاً اہل حدیث کو معتزلی و نیچری* بنانا چاہا ہے) جو کہنا ہو سو کہین۔

اپ سے سرد ہوتی ہین گو آپ کے رسالہ مین یہہ سند درج نہین ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام استدلال و دلیل کو کیا جانین وہ اکثر تو اُمّی محض ہین اور بعض جو اردو فارسی مین لیاقت رکھتے ہین علوم دین سے ناواقف ہین لہذا جو کچھ اُنکے شیخ کہتے ہین وہ اسپر بلا دلیل ایمان لے آتے ہین۔ اسکی بہت و فساد کو وہ پہچان نہین سکتے۔ خصوصاً بعض نومسلم جو مشرف باسلام ہوتے ہی قبل استحکام تعلیم عقاید اسلام حضرت کی صحبت مین فیضیاب ہوئے ہین اُنکے حال پر بہت افسوس آتا ہے کہ وہ آبائی تقلید چھوڑ کر ایسے شخص کے مقلد کیون ہو گئے۔ اللھم ارحم

* نیچری بنانا اس سلسلے بھی اُنکا مقصود و متصور ہے کیونکہ خوارق و خوارق سے انکار مذہب نیچری کا اصل اصول ہے۔ اس سے علاوہ بھی یہہ حضرات نیچری مسایل اپنی گروہ کے عوام و جہلا مین پھیلاتے ہین جیسا اُنکا یہہ مسئلہ نیچریہ کہ "حضرت مسیح علیہ السلام بلا پدر پیدا نہین ہوئے"

پس [illegible] جارالله
[illegible] کشاف [illegible]
[illegible] کشاف [illegible]
[illegible] کشاف [illegible]

الیک وجاعلوہ من المرسلین | اثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص بر غیب و اظہار
غیب بر شخص نکردہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیۃ احکام شرعیہ اند کہ تکلیف بآنہا عام بر مکلفین
می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی محض را مثل حضرت خضر نیز
اطلاع بر ہیچ غیب حاصل نہ شود زیرا کہ در آیۃ حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول
اخص از نبی ست آرے اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول ست کہ در وی یافتہ
نمے شود و بعض از ایشان گفتہ اند کہ حصر بملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع
بر غیب خاصہ پیغمبران ست و اولیا را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود
چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس ست۔ اور اس سے پہلے تفسیر آیۃ
فلا یظہر علی غیبہ مین غیب پر کسیکو مطلع کرنے اور اسکو غیب کی اطلاع دینے مین
فرق کے بیان مین فرمایا ہے۔ پس مطلع نمی کند ہیچکس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ
خطا بکلی در آن اطلاع حاصل شود۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع دادن
کذائی ست کہ او را اظہار شخصی بر غیب توان گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطبا و کاہنان و رمالان
و جفریان و فال بینان کہ علم ایشان ببعض حوادث کونیہ از راہ استدلال باسباب و علامات ظنیہ
یا اخبار متحملۃ الصدق والکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وہمی می باشد نہ یقینی۔ و اولیا
را ہر چند علم الہامی یقینی۔ ببعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کونیہ حاصل می شود
اما تلبیس و اشتباہ بجمیع الوجوہ از ان مرتفع نمے گردد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بر ان مستحق
گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان و انعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا تکلیف عام
بآن مستحق نمے شود و خود ہم در تحصیل یقین بآن و اعتماد بر آن محتاج بشواہد کتاب و سنت کہ اقسام
وحی اند میشوند پس اظہار بر غیب ہیچکس را نمے دہند۔ الا من ارتضی من رسول۔ مگر کسیکہ
پسند می کند و آنکس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل علیہ السلام و خواہ
از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را اظہار

[illegible] یہ [illegible] ہے [illegible] مطلعین پر [illegible] تبیین [illegible] اشتباہ [illegible] ان کلی [illegible] ہے [illegible] یہ [illegible] ہے [illegible] مطلعین کہ [illegible] یہ [illegible] ہے [illegible] تصدیق [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

بیان فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مادر موسیٰ کو یہہ الہام کیا (جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہونے پر

وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (القصص ۱۲)

فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا) کہ تو اسکو دودہ پلا۔ پہر جب تجہے (اسکے مارے جانیکا) ڈر لگے تو اسے (صندوق مین بند کرکے) دریا مین ڈالدے اور (اسکے ڈوب جانے یا فرعون کے ہاتہہ سے مارے جانیکا) خوف و غم نکر ہم اسکو تیرے پاس پہر لائینگے اور اسکو پیغمبر بنائینگے۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کا حال اطلاع غیب قرآن مین یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے تو انہون نے کشتی کے تختے کو اوکہاڑ دیا۔ پہر ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی [illegible] دیوار کو کہڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلون پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اونکا سبب یون بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینون کی تہی جسکے ذریعہ سے وہ دریا

اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَا اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّكُفْرًا فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا

مین کام کیا کرتے تہے مین نے اسکو (اس لئے) عیب ناک کرنا چاہا (کہ) انکے پیچہے سے ایک (ظالم) بادشاہ آرہا تہا جو سب (اچہی) کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا۔ وہ لڑکا (پیدایشی کافر تہا اور) اسکے ماباپ مسلمان تہے۔ مجہے خوف لگا کہ وہ (بڑا ہوکر) انکو گمراہی و کفر مین ڈال دیگا۔ مین نے (اسکے قتل کرنیسے) یہہ چاہا کہ خدا انکو اسکے بدلے اس سے بہتر ستہرا اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

[illegible] دوسرے مرد کی [illegible] کسی [illegible] نہیں
[illegible] باپ نہیں تھا خدا نے [illegible] مہربانی
[illegible] یہ [illegible] پیدا کرنا [illegible] دونو
[illegible] ہوسکتے ہیں یہ [illegible] اپنی [illegible] اختیار سے نہیں کیا یعنی
یہ خدا کا حکم اور ارادہ تھا۔

[illegible] ایک اور مثال حضرت مریم کو غیب کی اطلاع ہوئی
قرآن میں [illegible] بسوشت دعا [illegible] اس مقام میں ذکر نہیں کیا۔ اوسکا ذکر بھی
[illegible] اس [illegible] مخالفین کے مناسب ہے۔

[illegible] مریم میں فرمایا ہے۔ کہ جسنے مریم کی طرف اپنی روح الامین کو
بھیجا وہ اوسکے پوچھنے انسان کی صورت
میں دکھائی دیا اوسنے کہا میں تجھ سے
خدا کی پناہ میں آتی اگر تجھے خدا کا ڈر ہے وہ
بولا میں تو خدا ہی کا رسول ہوں کہ تجھ ایک
ستھرا لڑکا دوں وہ بولی مجھے لڑکا کیونکر
ہوگا مجھے کسی بشر نے جائز طور پر ہاتھ نہیں
لگایا۔ اور نہ میں ناجائز فعل کرنے والی ہوں
اوسنے کہا ایسا ہی بلا مس بشر تولد فرزند

فرمایا [illegible] فتمثل لها بشرا
سويا قالت اني اعوذ بالرحمن منك ان
كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب
لك غلاما زكيا قالت اني يكون لي غلام
ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا قال كذلك
قال ربك هو علي هين ولنجعله اية للناس
ورحمة منا وكان امرا مقضيا۔
(مریم ع ۲)

ہوگا۔ تب رب کہتا ہے یہ امر بلا مس بشر لڑکا دینا مجھے آسان ہے اور تاکہ میں
اوسکو لوگوں کے لئے کیفشانی قدرت اپنی طرف سے رحمت بناؤں یہ امر
ہوا ہوا یا ہے۔

* گروہ دوم فریق اول کے استدلال سابق کی مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑہ یا سنکر مسلمان پیرو قران کو اسمین شک باقی نہین رہ سکتا کہ خدا تعالی نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسی علیہ السلام کو (جو بالاتفاق نبی نہ تہین) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تہے۔ اور انکے رسول نہ ہونے مین تو کلام ہی نہین۔) بعض غیب باتون کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہوگیا۔ کہ اس آیۃ متمسکہ مخالفین مین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہین کسی خاص وجہہ (یا قسم کی اطلاع غیب کی نفی مراد ہے وہ وجہہ یا قسم وہ ہو جو شاہصاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہہ (یا قسم) جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلین* بہرحال ظاہری اطلاق ہرگز مراد نفی نہین ہوسکتا۔

ان تمثیلات کی نسبت فریق اول کا خیال و مقال

اور

اُس کا ابطال

یہہ تمثیلات منصوصہ قرآنیہ قطعیہ یقینیہ فریق اول کے خواص اور بعض عوام پڑہتے یا منتہی ہین

اوسنے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (اطلاع غیب پر مشتمل کیون نہ ہو) جایز رکہی ہے لہذا اس تمثیل کا اسی نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا مناسب ہے جسمین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ فرشتہ ہو خواہ بلاواسطہ) نفی کی گئی ہے۔

* اس مین اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہ بیان کردہ شاہصاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا بالخصوصیۃ ہمکو دعوی نہین ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اس آیۃ مین مطلق اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہین۔ اس مطلق نفی کو چہوڑ کر اسکی مراد جو چاہو سو ٹہرا لو۔ ہمکو اس سے اس مقام مین بحث نہین۔

... تمثیلات ... ہو ... ہیں ... ہیں ... انہیں غیب کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے ... پہلی امتوں کے لئے ہے۔ اس امت مرحومہ کے اولیا کہلانے والوں ... جنکے اہانت سے پہلو نکلتا ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تمثیلات میں یا اور کہیں ... پائی جاتی ہے۔ پھر اس امتہ کے اولیا کا دعوی الہام غیبی کیونکر جائز ہے۔

... مقال کا ماحصل یہ ہے کہ ہمنے اپنے اوس انکار عام کو چھوڑا۔ اور یہہ ... اطلاع غیب خاصہ انبیا نہیں۔ غیب نبی کو بعض صورتوں سے اطلاع غیب دیجاتی ہے۔ یہہ شرف و منصب پہلی ہی امتوں کو حاصل تھا۔ یہہ امتہ محمدیہ مرحومہ اس شرف فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امتہ میں صحابہ سے لیکر اسوقت تک اولیا تک کوئی اُس شرف و منصب اجو اور موسیٰ یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام کو عطا ہوا اتہام لایق و اہل نہیں گذرا۔

ہر چند انکا یہہ خیال و مقال اس قابل نہ تھا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب قلمبند لاتے لیکن چونکہ اسیں پرلے سرے کی خفت اور اس امتہ مرحومہ کے اولیا و اصفیا صحابہ و تابعین وغیرہ ایسے دین کی اہانت پائی جاتی ہے مگر چونکہ انکا یہہ خیال و مقال ہمیں عوام و ذہیل اول میں شایع ہو کر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطراراً اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

بعد تسلیم اس امر کے کہ خدا تعالے بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیر نبی کو بھی دیتا ہے اور یہہ امر پہلی امتوں میں بشہادت قرآن پایا گیا ہے"۔ اس امتہ مرحومہ کے لئے اس شرف کے حصول پر ہمارے پاس کوئی خاص نص قرآن یا حدیث نہ بھی ہو تو ہمکو حصول اس شرف کے اثبات کرنے کے لئے ایک وہ آیہ جسمیں اس مرحومہ امتہ کو خیر امت کہا گیا

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس

(آل عمران ع ۱۲)

عن بہز عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ - ھذا احدیث حسن

(جامع ترمذی صفحہ ۴۸۹)

گیا ہے اور ایک وہ حدیث جو اس آیت کی تفسیر ہے اور اسمین یہ تصریح ہے کہ تم نے (امی امت محمدیہ) ستر امتون کو پورا کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بہت باعزت ہو **کافی دلیل** ہے **ومع ہذا** بالفعل ہم ایک خاص

روایت حدیث حصول اس شرف کے ثبوت مین پیش کرتے ہین منکرین مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس دعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کرینگے تو ہم اس قسم کی بیسون روایات کتب حدیث سے اور پیش کرینگے - انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ

الحب الطبری عن عمر بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذ قال فی الخطبۃ ونادی یاساریۃ الجبل مرتین او ثلثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لحین ترک خطبتہ ونادی یاساریۃ الجبل فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وکان ینبسط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس علیک مقالا بینما انت فی خطبتک اذ نادیت یاساریۃ الجبل اھ شوھذا قال واللہ ما ملکت ذالک

مسجد نبوی مین منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ اثنا ء خطبہ مین آپ نے یہ الفاظ فرمائے **یاساریۃ الجبل** یعنی اے ساریہ (یہ ایک امیر لشکر ہے جسکو آپ نے سپہ سالار کرکے نہاوند[1] مین بھیجا تھا - اور وہ میدان جنگ مین بے موقعہ کھڑا ہوا تھا اور اُسکا یہ بے موقعہ کھڑا ہونا خدا تعالیٰ نے حضرت عمر کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تھا) پہاڑ کو پس پشت لے - لوگ آپ کے یہ الفاظ سنکر متعجب و متعرض ہوئے - تو بعد نماز حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ سے

[1] نہاوند کوہستان جنوبی ہمدان مین ایک شہر کا نام ہے - قاموس

حین رایت ساریۃ واصحابہ یقاتلون
عند جبل ویؤتون من بین ایدھم
ومن خلفھم فلما املاک ان قلت یا ساریۃ
الجبل الجبل فلم تمض الا ایام حتی
جاء رسول ساریۃ یکتاب یذکر ان القوم
لقونا یوم الجمعۃ فقاتلناھم حتی
حین صلینا الصبح الی ان حضرت الجمعۃ
وذر حاجب الشمس فسمعنا صوت منادی
ینادی یا الجبل مرتین فلجانا بالجبل فلم
نزل قاھرین لعدونا حتی ھزمھم
اللہ تعالیٰ۔

(ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ)

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا
میں نے ساریہ اور اسکے ساتھیوں کو ایک
پہاڑ کے پاس ایسے موقعہ پر کھڑے ہوئے
دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دونوں
طرف سے دشمن آرہے تھے جسمیں
انکی شکست کا خوف تھا تو میں یہہ بات
کہنے سے رک نہ سکا۔ یہہ بہت دن نکلنے کے
کہ ساریہ کا قاصد الکاخط لیکر پہنچا جسمیں
یہہ لکھا تھا کہ صبح سے جمعہ کے وقت تک
ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا اور میدان ہاتھ
نہ آتا تھا) کہ ناگہاں دو دفعہ یہہ پکار سنی
کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے
پس ہمنے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن

کا یکسو ہو کر مقابلہ کیا تو خدا نے دشمن کو ہنگا دیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی و حافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت میں لالکائی نے شرح السنت میں، دیر عاقولی نے اپنے فوائد میں ابن الاعرابی نے کرامات الاولیاء میں خطیب بغدادی نے رواۃ مالک میں محب طبری و ابن مردویہ ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی تصانیف میں روایت کیا ہے۔ اور انسے اکابر محدثین

اخرج البیھقی وابو نعیم فی دلائل النبوۃ
واللالکائی فی شرح السنۃ والدیر عاقولی
فی فوائدہ وابن الاعرابی فی کرامات الاولیاء
والخطیب فی رواۃ مالک عن نافع عن
ابن عمر قال وجہ عمر جیشا وامر علیھم

رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب الجبل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلثاً الحدیث قال ابن حجر فی الاصابۃ اسناد قصۃ ساریۃ حسن۔

(تاریخ الخلفاء صـ۱۲۲)

ومتکلمین (متقدمین و متاخرین) نے طبقۃً بعد طبقۃً اپنی تصانیف مین جیسے صاحب مشکوۃ نے مشکوۃ مین حافظ ابن حجر نے اصابہ مین امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین) نقل کرکے اس سے استشہاد اور اسپر اعتماد کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصابہ مین اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مین ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالی کا غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے جنہون نے اتنی دور سے صف جنگ کا معاینہ کرلیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور اُنکے ساتھہ والون کو جنہون نے اتنی غیبوبت سے حضرت عمر فاروق کی آواز کو سُن لیا۔

اب اس سے بڑھکر اس امۃ مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت و دلیل اور کیسی بکار ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت مین کسیکو کب جاء انکار ہے اب تو فریق اول کا اپنے خیال سے دست بردار ہونا ہی شرط انصاف و علامت اتباع قرآن و حدیث ہے مگر افسوس فریق اول کے بعض ناانصاف اس حدیث کو پڑھکر یا سنکر بہی اپنے خیال سے دست بردار نہین ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت مین کچھہ نہ کچھہ (بنے خواہ نہ بنے) کہہ دیتے ہین۔

اس کے ثبوت مین تو وہ یہہ کلام کرتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے +

+ یہہ دعوے ہمنے اس دین کے خواص سے نہین سنا۔ اور ان کے رسالہ ابطال الہام

[illegible] صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے
[illegible] اطلاع غیبیات کا [illegible] مین کہان
ثبوت ہے۔

[illegible] سے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بہی مانا۔ اور
[illegible] ان سے پیچہے اولیاء کے الہامات و اطلاع
غیبیات سے انکار ہو اور اسیکا ثبوت بکار۔

[illegible] **دعوی ضعف حدیث کا جواب** تو ہمارے بیان سابق مین آچکا ہے
[illegible] یہہ حدیث حسن ہی ضعیف نہین ہے اور شاید یہہ حضرات بہی اگر انمین کچہہ سمجہہ
[illegible] انصاف ہے۔ اس جواب کو دیکہکر پہر اس ضعف کا نام نہ لین۔

[illegible] **دعوی خصوصیت صحابہ کا جواب** مولف براہین احمدیہ نے خود اپنی
کتاب کے حصہ چہارم مین بصفحہ ۵۴۵ دیدیا ہے جسکا ماحصل* یہہ ہے کہ صحابہ سی پہلے

مین دیکہا صرف اون کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہے کہ ہمنے
اپنی وعظ مین اس حدیث کو ثبوت کرامات اولیاء اللہ مین پیش کیا تہا تو ایک نو مسلم نے
(جو سرگروہ فریق اول کا دست گرفتہ ہے) یہہ کہدیا تہا کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اور اونہون بہی ایک نو مسلم
نے (کہ وہ بہی ان حضرت کا مقلد و گرویدہ ہے) یہہ دعوی کیا ہے۔ ہر چند یہہ دعاوی بڑی حضرت کی
تعلیمات و افادات سے ہین ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانین مگر جب تک حضرت اعلی برملا خود یہہ دعوی زبان پر
یا قلم مین نہ لاوین اور اسکی ثبوت مین کسی محدث و امام جرح و تعدیل کا قول پیش نہ کرین ہم اس دعوی کی
طرف زیادہ التفات نہین کرتے اور عامیون سے خطاب مناسب نہین سمجہتے [illegible] تو مدعی
ضعف حدیث ہین تو مرد میدان بنین پہر ہمسے اسکا جواب سنین بیچارہ نو مسلم جاہلون کے کانون مین
ایسی باتین پہونک دینا اور انپر دین کو مشتبہ کرنا مردانگی کی بات نہین ہے۔

* اصل کلام مولف یہہ ہے "نبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا تقاضا یہی تہا کہ جو غیر نبی ہو اُس کے

پچھلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی جلد دوم مین موجود ہے ان کتابون کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہو کہ یہہ شرف (الہام غیبی) صحابہ کے بعد بہی اولیاء امتہ محمدیہ کو بطور وراثت عطا ہوتا چلا آیا ہے -

---

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکہنی چاہئین کہ کس کثرت سے اونکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکہتے ہین کہ غیر نبی بہی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اوسکا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور امت محمدیہ مین محدثیت کا منصب اسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کمالات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکہا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بہی بخشے ہین جو کسی طرح چہپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے" - براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶

ہیں ہر ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں

ان کتابون کی اصل عبارات مع حاصل مطالب جو اس استدلال کے علاوہ فریق اول کے
اور وساوس وخیالات کے جواب پر بہی مشتمل ہین نقل کرتے ہین۔

شرح مواقف مین لکہا ہے مقصد نہم اس بیان مین ہے کہ کرامات اولیا،

المقصد التاسع فی کرامات الاولیاء
وانها جایزة واقعة اما جوازها
علی اصولنا فهو ان وجود الممکنات
مستند الی قدرته الشاملة ولا یجب
غرضه فی افعاله ولا شک ان الکرامة
امر ممکن اذ لیس یلزم من فرض وقوعها
محال واما وقوعها فلقصة مریم حیث
حبلت بلا ذکر ووجد الرزق عندها
بلا سبب وتساقط علیها الرطب من النخلة
الیابسة وجعل هذه الامور معجزة لزکریا
او ارهاصا لنبوة عیسی صلوة الله علیهما
مما لا یقدم علیه منصف وقصة آصف
وقصة اصحاب الکهف وشیء منها لم یکن
معجزا لفقد شرطه ومن انکر الکرامة
احتج بانها لا تتمیز عن المعجزة فلا تکون
المعجزة ح دالة علی النبوة وینسد باب
اثباتها والجواب انها تتمیز بالتحدی
مع ادعائه النبوة فی المعجزة وعدمه

(جنمین الہام غیبی بہی داخل ہے) جایز
(ممکن) اور واقع ہین۔ اسکا جواز تو ہمارے
(اہلسنت کے) ان اصول سے ثابت
ہے کہ جو امر ممکن ہو اسپر قادر ہے اور خدا کے
کسی فعل مین اسکی ذاتی غرض ضروری
نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ کرامت امر ممکن
ہے کیونکہ اسکا وقوع فرض کرنے سے کوئی
محال لازم نہین آتا ہے اور اسکا وقوع حضرت
مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ
بغیر مرد کے حاملہ ہوگئی اور اسکے پاس رزق
غیبی پہنچا اور خشک درخت خرما سے اسپر
کہجورین گرائی گئین ثابت ہے۔ (ان امور
کو حضرت زکریا* کا معجزہ یا نبوت عیسی علیہ السلام
کے لئے انتظار (یا پیشگی معجزہ) قرار دینا ایسا
امر ہے کہ کوئی منصف اسپر متوجہ نہین ہوسکتا)
اور قصہ آصف اور قصہ اصحاب کہف سے
بہی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے
معجزہ کوئی نہ تہا۔ کیونکہ معجزہ کی شرط

* سرگروہ فریق اول کے بعض دست گرفتہ لوگون سے ہمنے یہی سنا ہے یہ لوگ اسکے جواب کو جو اس
مقام مین اور بصفحہ (۲۱۴) ہے بغور پڑہین۔

[illegible] مع ذلک الادعاء فی الکرامۃ
[illegible]

(جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسمین پائی نہین گئی - جو لوگ کرامات کے منکر ہین وہ یہہ
[illegible] پیش کرتے ہین کہ کرامۃ معجزہ کی مثل واقع ہو تو اسمین اور معجزہ مین فرق نہین ہو سکتا
اس صورت مین معجزہ دلیل نبوت نہین رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا
جواب یہہ ہے کہ معجزہ اور کرامۃ مین فرق یہہ ہے کہ معجزہ مین دعوی نبوت کے ساتھہ مقابلہ
کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہہ امر کرامت مین نہین ہوتا یعنی اسمین ولی اپنی نبوت کا دعوی کرکے
[illegible] کرامۃ نہین دکہاتا اور نہ اسکا معارضہ چاہتا ہے -

اور شرح عقاید نسفی مین ان تمثیلات وقوع کرامۃ کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا
پانی پر چلنا اور ہوا مین اڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور جمادات کا کلام کرنا اور حضرت
عمر فاروق کا صف جنگ ساریہ کو غیب سے مشاہدہ کرنا اور حضرت خالد کا زہر کہانے سے
ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریاء نیل کا جاری ہونا وغیرہ نقل کرکے انکے مقابلہ
مین اس استدلال معتزلہ کو نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ہاتھہ پر کرامت کا

[illegible] استدلت المعتزلۃ المنکرۃ لکرامۃ
الاولیاء بانہ لو جاز ظہور خوارق
العادات من الاولیاء لاشتبہ
بالمعجزۃ ولم یتمیز النبی من غیر النبی
اشار الی الجواب ویکون ذلک الظہور
[illegible] ظہور خوارق من ولی الذی
[illegible] من احاد الامۃ معجزۃ للرسول
الذی [illegible] من امتہ
[illegible] یکون

ظاہر ہونا اسکے پیشوا نبی کا معجزہ ہے اسی
کرامۃ سے اسکا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ
ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا
اقرار کرے اور اگر یہہ ولی خود اپنی نبوت
کا دعوی کرے تو یہہ ولی ہو ہی نہین سکتا
ورنہ اس کے ہاتھہ پر کرامت ظاہر
ہو سکتی ہے -
حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت جو ہو وہ
نبی کا معجزہ ہے - خود اس سے صادر ہو

محققا فی دیانتہ و دیانتہ الاقرار باللفظ
واللسان بر سالتہ رسولہ مع الطاعۃ
لہ فی اوامرہ و نواھیہ حتی لو ادعی
ھذا الولی الاستقلال بنفسہ و عدم
المتابعۃ لہ لم یکن ولیا و لم یظھر ذالک
علی یدہ۔ والحاصل ان الخارق للعادۃ
ھو بالنسبۃ الی النبی معجزۃ سواء ظھر من
قبلہ او من قبل احاد امتہ۔ و بالنسبۃ الی
امتہ کرامۃ لخلوہ عن دعوی نبوۃ
من ظھر ذلک من قبلہ

(شرح عقاید)

خواہ اسکی امت سے اور وہی امر امتہ
کی نسبت کرامتہ ہے معجزہ اسلئے نہیں
کہ جس سے وہ صادر ہوتا ہے اگر طرف سے
اپنی نبوت کا دعوی پایا نہیں جاتا۔
اسکے بعد شرح عقاید میں معجزہ اور کرامتہ
میں وجوہ فرق بیان کی ہیں ہم بنظر
اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجوہ
فرق کا بیان اور کتب خصوصا شرح فقہ اکبر
کی عبارات میں ایک طور پر ہوا ہے۔ پوری
عبارت شرح عقاید کو نقل نہیں کیا۔

یہی جواب تمہید ابو شکور سالمی میں معتزلہ کی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحۃ ھذا ھو ان الکرامۃ
لو لا یجوز اثباتھا للاولیاء فلا یجوز اثباتھا
للانبیاء لان النبی قبل الوحی و قبل ظھور
النبوۃ یکون ولیا عند الناس و ان کان
نبیا عند اللہ و یجوز اثبات الکرامۃ لہ
قبل ظھور نبوتہ کما کان لنبینا علیہ السلام
و کان لابراھیم و موسی و عیسی و غیرھم
من الانبیاء علیھم السلام قبل الوحی
و النبوۃ یسمی عند الناس ولیا فلو لا یجوز

پھر اسکے معارضہ و مقابلہ میں ہمارے اہلسنت
پر یہہ استدلال قایم کیا ہے کہ اگر اولیا کی
لئے اثبات کرامتہ جایز نہ ہو تو نبی کے لئے بھی
کرامات کا اثبات جایز نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی دعوی
نبوت سے پہلے تو گو میں ولی ہی کہلاتا ہے
اور قبل نبوت اسکی کرامت کا ظاہر ہونا ممکن
ہے چنانچہ آنحضرت و حضرت ابراہیم و حضرت
موسی وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں
پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جایز

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لا یجب الفرق بین النبی والولی
عند الناس ولا یجب الایمان قبل الدعوی
واذا ادعی فلا تبقی شبهة فلا یلزم
(تمہید سلمی)

نہو تو قبل از وحی نبی کے بھی جایز نہ ہوگا۔ اسمین
آنحضرت کی کرامات کا قبل از وحی سرزد نہ ہونا
لازم آتا ہے جو محال ہے یہہ کہکر فرمایا ہے
کہ قبل دعوی نبوت نبی اور ولی مین فرق
ضروری نہین اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوت
ایمان لانا واجب ہے اور جب دعوی نبوت
ہوگا تو اس سے خود شبہ جاتا رہیگا۔ پس
کرامت کا معجزہ مین شبہ ڈالنا ثابت نہ ہوا۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تمثیلات منقولہ سابق نقل کرکے کہا ہے

ظاهر كلام الامام الاعظم في هذا المقام
موافق لما عليه جمهور العلماء الاعلام
من ان كل ما جاز ان يكون كرامة لولي
لا فرق بينهما الا التحدي خلافا للقشيري
ومن تبعه كابن السبكي حيث قالا الا نحو
ولد دون والد وقلب جماد بهيمة
فلا تكون كرامة هذا
والكتاب والسنة ينطق بظهور الكرامة
من مريم وصاحب ياسين واما ما قيل
من ان الاول ارهاص النبوة عيسى
عليه السلام او معجزة كزكريا والثاني معجزة
سليمان عليه السلام فمدفوع بانه لا يدعي

کہ ظاہر کلام امام اعظم رح اس مقام
(فقہ اکبر) مین جمہور علماء کے موافق ہے
کہ جو امر خارق عادت بطور معجزہ نبی کے لئے
جایز ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے
جایز ہے۔ معجزہ اور کرامت مین بجز تحدی
کوئی فرق نہین ہے۔ اسمین امام قشیری
اور اسکے متبع ابن السبکی کو اختلاف ہے
وہ کہتے ہین اس قسم کی کرامت کہ "بدون باپ
بیٹا تولد ہو یا پتھر کا جانور بن جائے" ولی سے
سرزد نہین ہو سکتی اس قسم کے سوا
اور کرامات کا سرزد ہونا جایز ہے اور قران
وحدیث ظہور کرامات اولیاء) حضرت مریم

معجزہ لنبی جاز ان تکون

الاجواز الخوارق لبعض الصالحین
غیر مقرون بدعوی النبوۃ ولا یضرنا
تسمیتہ ارھاصًا او معجزۃ لنبی ھو من امتہ
سابقًا او لاحقًا وسیاتی القصۃ والا لما
سأل عن الکیفیۃ والحاصل ان الامر
الخارق للعادۃ فھو بالنسبۃ الی النبی
معجزۃ سواء ظھر من قبلہ او من قبل امتہ
لدلالتہ علی صدق نبوتہ ورسالتہ فھذا
الاعتبار جعل معجزۃ لہ والا فحقیقۃ المعجز
ان تکون مقارنۃ للتحدی علی ید المدعی
وبالنسبۃ الی الولی کرامۃ او الی ذی کرامۃ
خوارق اعداء اللہ (فرعون ودجال)
وقال انما قضاء حاجات لا کرامات
ثم قال واعلم ان ظھور خوارق العادۃ
بطریق المعارضۃ علی ید المتنبی جائز دون
المتنبی لان ظھورہ علی ید المتنبی
یوجب انسداد باب معرفۃ النبی واما
ظھورہ علی ید المتنبی لا یوجب انسداد
باب معرفۃ اللہ لان کل عاقل یعرف
ان المدعی المشتمل علی دلالات الحدوث
سمات القصور لا یکون الھا وان

اور آصف سے صاف ناطق ہیں ان کرامات
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے (کرامت
حضرت مریم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تھا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری (کرامت
آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تھا۔ اسکا
جواب + یہ ہے کہ ہمکو تو صرف یہ دعوی ہے
کہ امر خارق عادت جسکے ساتھ دعوی نبوت
نہو نبی کے سوا اور صالحین سے سرزد
ہونا جایز و ممکن ہے اسکو کوئی ارہاص یا
معجزہ اُس نبی کا جسکی امت سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہو خواہ پچھلا) کہے
تو ہمارے دعوی کو اس سے کچھ نقصان
نہیں پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بیان)
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ظہور خوارق
مریم یا آصف کسیکی نبوت کا دعوی نہیں
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم بھی نہیں تھا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پوچھتے۔ حاصل یہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقین معجزہ ہے اُس سے ظاہر
ہو خواہ اُسکی امت سے۔ کیونکہ وہ نبوت

+ دیکھو نوٹ صفحہ ۲۱۲۔

اصل علی انہ لا کرامۃ لدعوی النبوۃ ولا یمکن لنا کرامۃ علی سبیل القصۃ ۱۲

29

مرتبی منہ الف خارق لعادۃ۔ اشرح نمبر ۲ نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ
سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت مین تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتھ دعوی نبوت
اور تحدی بالمعارضہ ہو۔ اور وہی امر خلاف عادت ولی کے حق مین کرامت ہے
اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعدا دین فرعون و دجال وغیرہ کو ذکر کیا اور
انہین اور معجزات انبیا مین یہہ فرق بتایا کہ خوارق اعدا دین کو کرامت نہین کہا جاتا۔ ان لوگون
کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس سے مقصود ان لوگون کی اہانت
و تعذیب ہے پھر فرمایا کہ یہہ جان رکھو کہ اعدا دین سے جو مدعی الوہیت ہو اسکے ہاتھہ سے
ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا جایز ہے نہ اُس شخص کے ہاتھہ سے جو خود بخود نبی بیٹھے
یہہ اسلئے کہ ناحق مدعی نبوت کے ہاتھہ پر ایسے امور ظاہر ہون تو پیچھے نبی کی نبوت
کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور سچے اور جھوٹے نبی کے امر خارق عادت
مین فرق معلوم نہین ہوتا۔ اور مدعی الوہیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا
تعالے کی، الوہیت کی پہچان کا دروازہ بند نہین ہوتا۔ کیونکہ جھوٹے مدعی الوہیت کا جھوٹ
اسکے حال سے کہ وہ حادث الوجود پیدا ہے اور اسمین علامات نقصان و عجز کا کہانا پینا جگہ گاہ
ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہین ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ
مین آوے۔

ان تقریرات و عبارات مین عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فواید ادا ہوا
اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا اسکی اور کرامات وہبی الہام انبیاء اور ان کے
اور معجزات مین شبہ انداز نہین ہین۔ بلکہ موید اور منکرون کے لئے تازہ شواہد و
نظایر ہین۔ خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اُن کو اپنے نبی کی نبوت کی
تائید و شہادت مین پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اُسکے نظایر دکھائے اور بصد بیان
یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کریم شفیع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

اور اسی کے کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے۔*
مقالات و استدلالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (لودہیانہ کے مکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ نے اپنے آپ کو بہت سی آیات قرآن کا (جو حضرت محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب مین وارد ہین اور از انجملہ گیارہ آیات بذیل وجہ انکار فریق دوم بصفحہ ۱۷۲ منقول ہو چکی ہین) مخاطب و مورد نزول ٹہرایا ہی۔ اور ان کمالات کا جو انبیا سے مخصوص ہین (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اُٹہایا جانا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو درپردہ نبوت کا دعوی ہے

اسکے جواب دو ہین۔ اول یہہ کہ مولف براہین احمدیہ نے ہرگز یہہ دعوی نہین کیا کہ قرآن مین ان آیات کا مورد نزول و مخاطب مین ہون اور جو کچہہ قرآن یا پہلی کتابون مین محمد رسول اللہ صلعم و عیسی و ابراہیم و آدم علیہم السلام کے خطاب مین خدا نے فرمایا ہے اس سی میرا خطاب مراد ہی اور نہ یہہ دعوی کیا ہی کہ جو خصوصیات و کمالات اُن انبیا مین پائی جاتی ہین۔ وہ مجہہ مین پائی جاتی ہین۔ کلا واللہ ثم باللہ ثم تاللہ اس کتاب مین یا خارجا مولف نے یہہ دعاوی نہین کئے۔ اور ان کو کامل یقین

* اسکی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۴۸۸ و صفحہ ۴۹۹ و صفحہ ۵۲۱ و صفحہ ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ مین لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکہہ کر خلاف واقع سوء ظن سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابون مین ان آیات مین مخاطب و مراد وہی انبیا ہین جنکی طرف انمین خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وہی حضرات ہین جنکو خدا تعالے نے ان کمال کا محل ٹھہرایا ہے۔

اپنے اوپر ان آیات کے الہام یا نزول کے دعوی سے ان کی مراد (جسکو وہ میرے الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے اختراع نہین کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالے نے قرآن یا پہلی کتابون مین انبیا علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ (یا آیات) سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشا ہے پر میرے خطاب مین ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہین جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابون سے کچھہ مغایرت اور کسیقدر مناسبت رکھتے ہین اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہین۔

تمثیلات

آیہ نمبر ۱ (منجملہ آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن مین وہ یہی سمجھتے ہین کہ یہہ آیہ آنحضرت کے خطاب مین ہے اور اسمین آنحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے انکو ملہم و مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہین اور اپنے اتباع سو اتباع[1] آنحضرت م مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۸ کتاب اُن الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تمسے بھی محبت کرے۔

---

[1] یہی اتباع محمدی وہ اپنے اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چھپواکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور آیۃ نمبر ۲ کے قرآن مین تو وہ یہہ معنی سمجھتے ہین کہ اسمین قرآن مجید کی نسبت مشرکین کے قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیون مکہ اور طائف) مین سے کسی سردار آدمی پر کیون نہ اُترا اور جب ہی ان الفاظ سے خدا نے اونکو ملہم و مخاطب فرمایا تو (انمین لفظ قرآن مین) امر منزل سے وہ اپنے الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہین (یہی وجہ ہے کہ انکے الفاظ مین لفظ منزل کے بعد لفظ قرآن واقع نہین ہوا جیسا کہ قرآن کی آیۃ مین ہے اور اسکے مطابق آیات پیش کر وہ فریق ثانی کے ضمن مین نقل ہوا) اور دو شہرون سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدہانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگروہ فریق اول وثانی) مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۴ ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان لفظون سے کرتے ہین "اور کہینگے کہ کیون نہین یہہ (انکا الہام) اُترا کسی عالم و فاضل پر اور شہرون مین سے" الخ۔

اور آیۃ نمبر ۵ کے قرآن مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ وہ آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوی ہے اور اسمین آپ سے پہلے رسولون کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جسمین آپ کی رسالت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ (باقی آیندہ)

ہندو انگلشمین انہون نے شایان کرنی چاہئے) ۱۸ سطر مین مراد رکھتے ہین۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہین دیکھتے وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ "اُسکے (یعنی مولف کے) قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے" سے یہی مولف کا دعوی نبوت نکالتے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ مولف کس چال مین اپنی پیروی کو موجب نجات اور اسکے خلاف کو موجب بُعد کہتا ہے وہی آنحضرت کی چال جسپر چلنے کا مولف کو دعوی ہے یا اسکی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترضین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پتہ

ضروری اعلان ہر ناظر و ناظرہ سے پہلے جب چکا ہے کہ اسلامی مضمون ریویو براہین احمدیہ کا اس کا اتمام نمبر ۹ تین ہوگا۔ انشاء اللہ۔ مولی خریداران سابقہ کے علاوہ جو کہ نمبر ۲ جلد ۷ سے پہلے پہلے ہمکو اطلاع دینگے اور ہمارے ذمہ قرض ہوگا۔ ان کو بھی ہم یہ نمبر ۹ مفت بھیجدینگے۔ اور یہ بات ضروری ہے کہ ہر خریدار اپنا نام و نشان صاف صاف لکھدے۔ جو لوگ اس نمبر کے بعد خریدار ہونگے وہ اپنی درخواست ہمراہ قیمت سالانہ یعنی (آٹھ آنہ) ہمکو بھیجدینگے۔ ورنہ ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ منیجر

۴ سطر ۱۰ کہ ان الفاظ کو کہ مولف کو محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل